یا رب صل وسلم دائما ابدا
علی حبیبک خیر الخلق کلهم

اسم تاریخی ہے

۳۷ ۱۳ ف

قصیدہ بردہ سعید ترجمہ مفید

۴۶ ۱۳ھ

مترجمہ مولوی محمد عبدالرحمن صاحب مفید وکیل بھنی دکھن

۱۹ء

بموجب ارشاد جناب سیدی بوتراب علی محمد ترجمہ کیا گیا

۲۸ ۱۹ء

نامور تاج پریس چھتہ بازار حیدرآباد میں

۲۸ ۱۹ء

ترجمہ اردو قصیدہ بردہ چھاپا گیا ہے

۳۷ ۱۳ ف

گذارش

میرے واجب التعظیم دوست ابوتراب مولوی سید علی محمد صاحب پیشکار تحصیل چتپور ضلع پربھنی کو ایک عرصہ سے تمنا تھی کہ قصیدۂ بُردہ شریف کی سراپا برکت حُور اور فصاحت و بلاغتِ عرب کی یہ خوبصورت پری اُسی شانِ دلفریبی اور اپنی دلکش اداؤں کے ساتھ اُردو لباس میں جلوہ گر ہو۔ اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لئے وہ ہمیشہ مخدوم محترم مولانا مولوی محمد عبدالرحمن صاحب مفید وکیلِ پربھنی کو مجبور کرتے تھے اور صاحبِ ممدوح قصیدہ کی عظیم الشان بلاغت اور اُردو کی بے مایگی اور اپنی کمزوری کا عذر فرمادیا کرتے مگر سید صاحب کا شوق اثر کئے بغیر نہ رہا۔ اور انکی خاطر سے مجبور ہو کر مولوی صاحب نے یہ قصیدہ لکھا جس میں اصل قصیدے کے اُسلوبِ بیان اور تاثیرِ کلام و جذبات و جوش و صداقت کی سچی ترجمانی کیگئی ہے اور مضمون کو واضح طور پر دلنشین کرنے کے لئے کہیں کہیں شرح و بسط سے

کام لیا گیا ہے اُردو میں یہ پہلا ترجمہ ہے جو صاحب بُردہ علیہ الرّحمہ کے عشق و محبت اور مؤثر پند و موعظت اور مدحِ رسولِ مقبول صلّی اللہ علیہ وسلم کے دلکش اثر اور طلبِ مغفرت و شفاعتِ رسول اور مناجات کی پُرجوش کیفیت کا آئینہ دار اور اُردو داں محبّانِ رسول کے لئے نعمتِ غیر مترقّب ہے۔ یہ قصیدہ کیا ہے مؤثر نصیحتوں کا مجموعہ۔ ذکرِ حبیب کا خوبصورت گلدستہ اسلام کی شوکت کا بہترین نمائندہ۔ طلبِ مغفرت کا دلکش نمونہ۔ رقّتِ قلب کے لئے بےمثل اکسیر ہے۔ میں نے واجب التعظیم مترجم سے بہ اصرار اس کی اشاعت کی اجازت لی تاکہ تمام مسلمان اس سے فائدہ اُٹھائیں۔ اپنی مجالس میں اس کو اپنا وعظ بنائیں۔ اپنے وظائف میں اس کو شامل فرمائیں اس کے وِرد سے اپنے مِس قلب کو طلائے خالص بنائیں۔ خدائے قادر اپنے حبیبِ پاک کے طفیل میں میری سعی کو مشکور فرمائے اور مسلمانوں کو اس کے وِرد سے داخلِ حسنات اور اس عاصی کو ماجور فرمائے اور محرّک و مترجم کی دینی و

رہتا ہے لذتوں کی جگہ دردِ جانگداز ہے عشق ایک آفتِ جانِ وفا شعار

ممکن ہی ہے ترکِ عشق سے مجبور فطرتاً کرتا ہے کیوں ملامتِ بیجا سے دلفگار

سُنو میرے عذر پر بھی جو انصاف کی نظر تو خود ہی چھوڑ دے گا ملامت کا یہ شعار

اِس طرح سے چھپاؤں محبت کے راز کو غماز بن گئے ہیں جو تھے میرے رازدار

آنکھ نے یہ کیا کہ حال اسے کھل گیا تھمتا ہے درد اور نہ دلکو ہے کچھ قرار

پر تو نے سنی نہ ایک تری پندِ بےغرض بہرا ہے ناصحوں میں محبِّ وفا شعار

کرتا رہا نصیحتِ پیری یہ بدظنی بے غرضی و خلوص تھا جس پند کا مدار

پیری کا اشتباہ ہے ہر بدظنی سے دور ہونے دیا نہ بادۂ غفلت نے ہوشیار

نفسِ سرکش

اِس نفس کو کسی کی ملامت کا ڈر نہیں سر ہو گیا سفید پہ ہے یہ سیاہ کار

پیری کے ضعف میں بھی بدی سے نہ رک سکا اسکی جہالتوں کا کوئی کیا کرے شمار

آیا بڑھاپا اور ہوئے بال سب سفید کرتے جو نیک کام تو رہتا تھا کچھ وقار

اِس میہماں کی کچھ ہوئی قدر و منزلت پیری میں بھی رکھا مجھے بدنفسیوں نے خوار

گرجانتا کہ ہو گی نہ مہماں کی مجھ سے قدر کھلنے نہ دیتا اسکی حقیقت کو زینہار

پاتا نہ کوئی آمدِ مہماں کی کچھ خبر
ہوتا خضابِ جلوۂ پیری کا پردہ دار

دیکر لگام توسنِ سرکش کو خاردار
قابو میں جس طرح سے کہ لاتے ہیں شہسوار

بے راہیوں سے روک دے رہوارِ نفس کو
ایسا نہیں ہے کوئی مرا یارِ غمگسار

سمجھو نہ یہ کہ ہوگا گناہوں سے سیر نفس
جی بھر گیا بدی سے تو خود ہوگا شرمسار

میدانِ معصیت میں جو دوڑائیں بے لگام
تھک جائیگا وہ کرکے گناہوں کو بار بار

مٹ جائینگی سب اس کی گناہوں کی خواہشیں
راہِ صواب خود ہی یہ کرلیگا اختیار

کثرت غذا کی ہو تو بڑھے ہے اور اشتہا
ہو معصیت سے قوتِ شہوت میں انتشار

پیتا ہے دودھ بچے کو جب تک پلائیے
اور ہو شباب میں بھی یہی نیت کا مدار

مشکل سے چھوڑتا ہے اگر ماں چھڑائے دودھ
ہے نفسِ خود پسند بھی جوں طفلِ شیرخوار

روک اسکی خواہشوں کو تسلّط سے اسکے دور
غالب ہوئیں تو ہوگا تو مجروح و عیب دار

حسنِ عمل میں بھی نگرانیٔ نفس کر
عجب و ریا کے پھولوں سے پر ہے یہ مرغزار

قاتل بشر کی ہوتی ہیں انجام کار وہ
بہتیری لذتیں جو ہیں مرغوب و خوشگوار

محسوس تک نہو کہ غذاہائے چرب ہیں
زہر ملا وہ اثر ہے کہ ہو روح کا فشار

انساں ہوا ہلاک لذائذ کے شوق میں
سمجھا نہ چرب کھانے بھی ہوتے ہیں مردار

ڈر سیری اور گرسنگی کے فریب سے
دونوں ہیں نفس کے لئے خطرے ہیں ہوشیار

سیری سے شر ہے گرسنگی ہے زیادہ تر
اکثر پھنسے ہیں اس میں نفوس تباہ کار

گر تو نے اپنے آپ کو اچھا سمجھ لیا
کم خواری کی صفت بھی نہ ہو موفور گار

پر خواری اور فاقہ میں ...
پر خوار سے بھی بد ہے ریاکار روزہ دار

آنسو سے بدنگاہی کی آلائش ... دھو
کر توبۂ نصوح ندامت سے اختیار

شیطان نفس دونوں کی ...
کرنا نہ انکی پند و نصائح کا اعتبار

ثالث نہیں تو انکی نہ کرنا ...
دشمن کی حکمت عملی کا نہ ہو شکار

تو جانتا ہے کید عدو ...
ان کا کہا نہ مان خبردار ہوشیار

قول بلا عمل کا دلوں پر ہو کیا اثر
ہوں تجھ سے اے کریم معافی کا خواستگار

اقوال نیک بن ہے اعمال نیک ...
ہو بے عمل کی پند کا کیا خاک اعتبار

منسوب کر رہا ہوں عقیمہ سے نسل کو
نسبت غلط لگائی ہے کر عفو کردگار

نیکی کا حکم کرتا ہوں اور خود ہوں بے عمل
بے راہ خود ہوں کہتا ہوں چل راہ استوار

ہے زاد آخرت میں نوافل نہ مستحب
صوم و صلوٰۃ فرض فقط ہی مدار کا

مدح نبی

راتوں کو جاگتا تھا جو اللہ کا حبیب
نازک قدم اٹھاتے تھے سجدے درہم کا بار

کی ہے نے ترک اُس سے خوبی کی سروری
پنہاں تھی جس میں مرضیِ خلاقِ کردگار

جو اندنت تھے بھوک میں نازک شکم پہ سنگ
آ بندگیِ حق میں رہے زور برقرار

خالی رہتی تھی کہ دیکھا نہ آنکھ بھر
قبضہ میں تھے جو زر و جواہر کے کوہسار

ہوتی جو احتیاج تو بڑھتا تھا اور زر
معصوم پر پڑا نہ کبھی دستِ روزگار

دنیا عدم سے نکلی ہے جس کے وجود سے
اُس کی کشش میں آئیگا کیا وہ فلک وقار

سردار دو جہاں کے مخدومِ جن و انس
شاہنشہ عرب عجمیوں کے تاجدار

احکام اور نواہی ہیں اک صادق البیان
لا و نعم کا جس کے صداقت پہ ہے مدار

سچے نبی ہمارے محمد صلعم حبیبِ حق
جنکی شفاعتوں کی ہے دنیا امیدوار

دنیا کا خوف ہو کہ قیامت کا دغدغہ
ہر حادثہ میں یاد اُسی کی ہے غمگسار

جس نے کیا ہے دعوتِ اسلام کو قبول
حبل المتینِ حق میں بندھا ہے وہ استوار

کل انبیاء پہ صورت و سیرت میں فوق تھا
علم و کرم میں آپ تھے یکتائے روزگار

بحرِ علوم و ابرِ کرم ہیں حبیبِ حق
اک بوند ایک چلو کے سب ہیں امیدوار

ہر اک کھڑا ہے درجہ بدرجہ حضور میں
علم و حکم پہ نقطہ و اعراب ہیں نثار

کامل ہے وصفِ ظاہر و باطن میں ذاتِ پاک
عالم کے برگزیدہ ہیں خالق کے دوستدار

ہیں اپنی خوبیوں میں منزہ شریک سے
روئے منیر حسن میں ہے باغِ پر بہار

قسمت پذیر جوہر حسن نبی نہیں
اک لعل ناب دار ہیں اور دُرِ آبدار

عیسائیوں کی طرح نہ کر عظمت نبی
بیٹا بنا خدا کا نبی کو نہ زینہار

جو چاہو مدح سید ابرار کی کرو
جو چاہو انکی ذات کو دو عزت و وقار

ہر عظمت و شرف کو تو منسوب آپ سے کر
ہر قدر و منزلت کا تو کر انکو سزاوار

بے انتہا ہے فضل و بزرگی رسول کی
کس کا ہے منہ جو کر سکے ان سب کو آشکار

ہوتے جو سب تہِ ذات معجزات
مُردے جلاتی نامِ مبارک کی اک پکار

حیراں ہو عقل ایسا نہ دیتے تھے کوئی حکم
شفقت سے چاہتے تھے ۔ نہ ہو ہم کو اضطرار

تعلیم سیدھی سادی ہے نزدیک فہم سے
حیرت نہ شک نہ فہم مطالب کا انتظار

عاجز ہے خلق فہم حقیقت سے آپ کی
نزدیک و دور سب کو ہی اس عجز کا خمار

خورشید جیسے دور سے چھوٹا دکھائی دے
نزدیک ہو تو آنکھ ہو خیرہ سی اشکبار

دنیا میں پا سکیگی وہ کنہِ نبی کو کیا
جس قوم کو ہے خواب کی خوشبو نہ پہ اعتبار

بس انتہائے علم ہے اپنا بشر ہیں آپ
ساری خدا کی خلق سے بہتر ہو وہ کار

تھی یہ بھی اک کرامت نورِ محمدی
لاتے تھے معجزے جو رسولانِ نامدار

آپ آفتاب اور ستارے تھے انبیاء
تھے آپ ہی کے نور سے دنیا پہ نوربار

جب نور احمدی کا جہاں میں ہوا ظہور
جی اٹھیں قومیں اس ہدایت سے ایک بار

حرمت کرو نبی کی شریعت لطیف کی
خلاقِ حسن نے جسکو دیا اور بھی سنوار

لپٹی ہوئی ہے حسن کے جامہ میں شکل کیا
ہے جسکی خندہ روئی کا عالم میں اشتہار

غنچہ سے تا نگیں ہیں بلندی میں چاند سے
بخشش میں بحر ہمتِ عالی میں وزرگا

تنہا بھی ہوں آپ تو رعب و جلال سے
ڈرتے تھے سب ساتھ ہے اک فوج بیشمار

ہیں کان عرب تبسم دہان تنگ
دنداں صدف میں گوہر مکنون آبدار

اسود تبسم نور ہے جسم خاک پاک سے
کیا ہو برابر اسکے کوئی بوئے خوشگوار

اس بوئے خوش کا سونگھنے والا خوش نصیب
ہے نیک بخت چوم لیا جسنے وہ مزار

میلاد النبی

ظاہر کیا ولادتِ اطہر نے جسم پاک
آغاز و اختتام ہے اک پاک یادگار

اس نیک دن میں اہل عجم پر بھی کھل گیا
اب دکھ یہ دکھ اٹھائیگی قومِ جفا شعار

ایوانِ کسریٰ بھی اسی شب میں شق ہوا
جیسی کہ اسکی فوج پراگندہ روزگار

فارس کی آگ فرط ندامت سے بجھ گئی
چشموں کو اپنے کھو دئے فارس کے رود بار

تھے اہل ساوہ خشکی دریا سے دردمند
غصہ سے ٹوٹی جاتی تھی پیاسوں کی جب قطار

پانی میں جس نہر کی وہ آئی تھی آگ میں
اندوہ و غم سے آب تھا جوں آگ شعلہ بار

دیتے تھے جن نوید جہاں نور بار تھا
مفہوم اور لفظ سے تھا صدق آشکار

کفار اسی طرح سے رہے کور چشم و کر
آثار خیر سے نہ مٹا کفر کا غبار

گوش قبول سے نہ سنیں یہ بشارتیں
دیکھا نہ برق عرف میں رحمت کی ہی بہار

قوموں کو کاہنوں نے خبردار کر دیا
باطل ہیں جتنے دین رہینگے نہ برقرار

دیکھا افق میں سب نے ستاروں کا ٹوٹنا
جس طرح بت زمیں پہ گرے تھے بہ انبار

شیطانوں میں بھی ڈال دی بھاگڑ شہاب نے
رستے سے وحی کے ہوئے آخر کو سب فرار

بھاگے ہیں جس طرح سے دلیران ابرہہ
لشکر ہو جیسے دست مبارک سے سنگبار

معجزہ

پھینکا ہے مثل یونس تسبیح خواں انہیں
جب سنگریزے پڑھ چکے تسبیح بار بار

اشجار حکم پاتے ہی سجدہ کناں بڑھے
بے پانوں ہو گئے وہ رواں سوئے شہریار

لکھی تھیں انکی شاخوں نے سطریں جو راہ میں
دکھلا رہا تھا خط اطاعت خط غبار

مانند ابر سایہ فگن تھے حضور پر
تا ہو نہ سخت دہوپ کی گرمی سے اضطرار

کہتا ہوں سچ قسم قمر شق شدہ کی ہے
نسبت ولی ہے اسکو ز آقائے نامدار

عین خیر اور کرم سے تھا معمور غار ثور
سوگند اسکی ہے کہ رہے کور نابکار

صدیق تو صدق میں ہے ابوبکر اور نبی
سینے میں اپنے غار نے اُن کو چھپا لیا
باور کیا کہ انّ اللہ معنا کہو تو نبی
حفظ خدا میں تھے ۔ نہ تھی پروا حضور کو
مانگی پناہ جس نے تو دی آپ نے پناہ
مانگی جو جس نے دولتِ دارین مل گئی
انکار کر نہ عالمِ رؤیا کی وحی سے
یہ خواب تھے بلوغِ نبوت کے وقت بھی
حاشا کہ اکتسابی نہیں وحی کا شرف
دستِ کرم کے چھوتے سے اچھے ہوں مریض
انکی دعا سے دور ہوئیں قحط سالیاں
بارش کا زور دیکھ کے ہوتا تھا یہ گماں
گمرہ کی رہنمائی کی خاطر یہ معجزات
جیسے مسافروں کی ہدایت کے واسطے
موتی لڑی میں ہو تو دوبالا ہو اسکا حسن

ہیں جبینی ہمتوں کے علمدار کوہسار
کہتے تھے کوردل کہ ہے خالی بشر سے غار
جالا تنی مکڑی جو ہوئے وہ دو رفیق
ڈھیری ہوئیں تدبیریں اور ہو مضبوط تر حصار
پہنچا ہے تجھ کو دیکھ نہ کوئی رنج رہ گیا
ان پاک ہاتھوں پہ مرا عباب پہ تھوکنا
آنکھیں جو سو گئیں تو رہا قلب ہوشیار
ہو علم کا حال غلط کس طرح سے یاد
اور غیب پر نبی نہ کہے جھوٹ زینہار
دیوانگی سے چھوٹے جنوں کے جو تھے شکار
روئے سپیدِ ارض پہ سبزے کی تھی بہار
دریا کا ہے بہاؤ کہ سیلِ عرق کی دھار
ظاہر ہوئے ہیں ذاتِ مبارک سے بیشمار
روشن ہوا اگر راتوں کو بالائے کوہسار
اور ہوا اگر تو گھٹی نہیں قدر زینہار

تا حشر آئی زبان پہ کسی کا نہیں سخن | آخر ہوا ہے ختم سب ان پر اخلاق با وقار

وصفِ قرآن

نازل کیے خدا نے جو آیات دین حق | حادث ہے انکی شان نہ قرآن [illegible]

لیکن کلام پاک صفت ہے اُسی کی | مانو قدیم سب کہ یہی حق کا اعتبار

دیکھو کسی زمانہ سے و [illegible] | [illegible] اور [illegible] ہے با وقار

پیغمبروں کے ہجر سے آئے گذر گئے | قائل ہے سب [illegible]

چھوڑا نہ کوئی شبہ مخالف کے ذہن میں | خدا نے ان کے ختم کا [illegible]

آئے مقابلہ میں تو بس ڈالدی سپر | ان [illegible]

کیسا ہی ہو فصیح عرب بر سر خلاف | رد کر سکے فصاحت قرآن [illegible]

جس طرح موڑ دیتا ہے مرد بہادر کیسا | مرد ضعیف [illegible] اپنے حریم کا [illegible]

مانند موج بحر ہیں معنی بھرے ہوئے | اور موتیوں کی قیمت و خوبی میں [illegible]

کثرت سے گر چہ ہو تو نہ گھبرا اُس سے [illegible] | ہو اسکی نادریوں کا نہ کچھ حصر اور شمار

قاری کی آنکھیں قرأت قرآن سے ہیں جنگ | کہتا ہوں اسکو میں کہ خبردار ہوشیار

مضبوط اسکو تھام لے قسمت سے ملگئی | حبل المتین حق ہے ہوا ہے تو کامگار

ورد اس کا سرد کرتا ہے دوزخ کی آگ کو
دوزخ کے ڈر سے تو جو پڑھے اسکو بار بار

یک حوض ہے کہ کر دیا جبرو نکو پاک و صاف
آئے جو اسکے پاس سیہ رو گناہگار

وہ پل صراط اور ترازو ہے عدل کی
قایم رہیگے نہ عدل بغیر اسکے روزگار

انکار حاسدیں پہ تعجب ذرا نہ کر
جاہل ہیں یہ اور ہیں یہ ناکارۂ روزگار

سورج سے بھاگتی ہے پر آشوب آنکھ بھی
بیمار کے دہن میں ہو تلخ آب خوشگوار

تیرے حرم کے شوق زیارت میں ہیں تمام
اے بہترین یا من و ملجائے روزگار

محتاج فیض کے ہیں پیادہ جو آئے ہیں
سائل ہیں تجھ سے وہ بھی جو ہیں سانڈنی سوار

تو اک بڑا نشان ہے نعمت جو تجھ سے ہے
تو نعمت بزرگ ہے اور فضل کردگار

معراج

شب میں حرم سے مسجد اقصیٰ پہنچ گئے
ہو چاند جیسے رات کی ظلمت میں نوربار

اتنے ہوئے بلند کہ پایا وہ مرتبہ
جو مل سکا کسی کو نہ تھا کوئی خواستگار

دو گوشہ کماں تھا حدوث و قدم کا فصل
اس قرب خاص کا ہو کوئی کیا امیدوار

کی انبیا نے آپکی اقصیٰ میں اقتدا
مخدوم کی جلو میں تھی خدام کی قطار

تیزی سے آسمانوں کو طے کرتے جاتے تھے
تھے فوج انبیا کے علمدار نامدار

قرب و ارتقا میں بڑھ ہے کون آپ سے
ہے پست و زیر تیری اضافت سے ہر مقام
مضمر و مظہر ہو جیسے کہ مرفوع باللہ
آنکھوں سے کہ مقرب دربار قدس کی
معراج میں تھی آپ کی دعوت کی یہ غرض
پایا ہر اک مقام نہ تھا جس میں جاہ و حشم
پایا جو مرتبہ وہ نہایت بلند ہے
ہوں شاد و دیندار ۔ ہوا فضل کردگار
اے امت رسول مبارک ہو آپ کو
ہم اکرم الامم ہیں نبی اکرم الرسل

چھوڑی نہ مستحق کے لیے راہ افتخار
تو فرد ہے یگانہ ہے مقبول ہوگا
تھا یہ محل رفیع تمنائے کردگار
پوشیدہ تھا جو گوہر مکنون انبیا
ہو جائیں اسکے وصل سے مسرور کامگار
بے اشتراک غیر ملی عزت و وقار
جو نعمتیں ملیں وہ ہیں نایاب و بیشمار
آیا نبی تمام نبیوں کا تاجدار
فضل خدا سے مل گیا اک رکن استوار
طاعت کا یہ صلہ ہے کرو اسپہ افتخار

ذکر جہاد

بعثت سے شاہ کی دل اعدا دہل گئے
پھر قیام امن و پئے دفع ظلم کفر
جس طرح قمیہ گندہ قصاب پر ہو گوشت

شیروں کی گونج سے ہوں شاہ جیسے بیقرار
مصروف جنگ ہوتے جو سرکار نامدار
نیزوں کے چوب چوب تھے یوں جسم نابکار

جوں پارہ ہائے گوشت ہیں گدھ بھی اڑے — تھی آرزو بھگوڑوں کی ہنگام کارزار

وحشت سے گن نہ سکتے تھے لیل و نہار جنگ — ہوں امن کے مہینے تو کر لیتے تھے شمار

گویا تھا میہمانِ عدوِ دینِ محترم — تھا دشمنوں کا گوشت غذا اُسکی خوشگوار

اس جوش اور خروش سے بڑھتی تھی فوجِ دیں — جیسے تھپیڑے مارتا ہو بحرِ موجدار

تھے حملہ ور کہ کفر کو جڑ سے اکھیڑ دیں — ہو اجرِ آخرت صلۂ جنگِ دیندار

غربت کے بعد ملتِ اسلام ہو گئی — جانِ عرب ۔ عزیز عزیزانِ ہر دیار

مردانِ جنگ کی ہی کفالت میں تھی عروس — بیوہ ہو ۔ سہاگ ہے اُس کا برقرار

یا بہترین باپ کی ہی تربیت میں طفل — ہوگا نہ تا ابد یہ یتیم اور سوگوار

اسلام کے مجاہد و جانباز کیا کہوں — تھے صبر اور شکوہ میں مانندِ کوہسار

باور نہو تو پوچھ لو میدانِ جنگ سے — دیکھا جو کچھ ہوا ہے تصادم جو بار بار

دریافت کیجے بدر و احد اور حنین سے — آثارِ جنگ اب بھی ہیں موجود و برقرار

کس کس طرح سے لیتی تھی تیغ سر انکی جان — طاعون سے ہی سخت تھی تیر و تبر کی مار

تیغِ سپید رنگ پلٹتی تھی ہو کے سرخ — شب رنگ انکے بال بنے تھے شفق نگار

وہ شہر خط کے نیزوں سے لکھتے کتابِ جنگ — اُن کے قلم سے جسم کے تھے حرف نقطہ دار

ہتیار بند دونوں تھے لیکن تھا صاف فرق — جس طرح ہوں گلاب و مغیلانِ خار دار

لاتی ہے یاد فتح و ظفر انکی بوئے خوش
ہر پہلو ان کے غنچۂ نورس غلاف دار

تنگی تنگ سے نہیں اپنے کمال سے
مثل درخت کوہ تھے گھوڑوں پہ شہسوار

دہشت سے جنگ کی۔ تھے شقی ایسے بدحواس
تھا فرق شیر و بز میں نہ تفریق نور و نار

بزغالوں کی صدائیں جو پڑتی تھیں کان میں
ہوتا انہیں یقین کہ شیروں کی ہے ڈکار

اللہ کے رسول کی نصرت ہو جیسے ساتھ
شیران بیشہ دیکھیں جو اسکو تو ہوں فرار

جو آپکے ہیں دوست وہ سب کامیاب ہیں
دشمن جو آپکے ہیں رہینگے ذلیل و خوار

امت حصار دیں میں ہے محفوظ اسطرح
آرام گاہ شیروں کی ہو جسطرح کچھار

قرآن سے لڑنے والے تہی دست سے ہتھیار
اور معجزوں نے کر دیا اعدا کو خوار و زار

ان پڑھ ہو ایک علم کے نکتوں سے باخبر
ہو عہد جہل میں سبق آموز روزگار

ہو ایک یتیم اور بنے صاحب ادب
کر دے جو غافلان زمانہ کو ہوشیار

کافی ہے تجھکو صرف یہی ایک معجزہ
امی ہو ایک علم و ادب کا خزانہ دار

طلب مغفرت و شفاعت رسول

تعریف میں امیروں کی گذری تمام عمر
نا اہلوں پر کئے در شعر و سخن نثار

ہمت تھی صرف خدمت شاہی میں زندگی
جن خدمتوں کا محض خوشامد پہ تھا مدار

لکھی ہے اس امید پہ اب نعت مصطفیٰ | ہو سرفراز عفو معاصی سے خاکسار
گردن کا یہ قلادۂ مدح و ملازمت | انجام بد کا خوف لاتا ہے بار بار
قربانی کا ہوں جیسے کہ میں ایک جانور | لیتے ہیں جیسی ایک ایک روز جانِ زار
حاصل ہوا نہ کچھ بھی بجز حسرت و گنہ | دنیا کی خام کاری کی جیسے اختیار
افسوس ہے تجارت نفس لئیم پہ | جس نے کیا نہ دین کو دنیا پہ اختیار
دنیا ہی کے بکھیڑوں میں اپنے گذار دی | آیا خسارہ اسمیں بھی جاتا رہا وقار
دنیا کے بدلے دیں کو جس نے کیا فروخت | اس بیع اور سلم میں خسارہ ہے آشکار
لایا ہوں گو گنہ پہ نہ ٹوٹیگا میرا عہد | رسی ہی کے عہد کی رکھتا ہوں استوار
منعام ہوں - ہے یہ مرا پروانہ نجات | ایفائے عہد ذات محمد کا ہے شعار
گر آپ دستگیر ہوں اپنے فضل سے | پھر روئیے گناہوں پہ محشر میں زار زار
پلٹا پناہ گیر نہ اس در سے نامراد | حاشا کہ بخششوں سے ہو محروم امیدوار
کرتا ہوں جب سے فکر سخن مدح و نعت میں | ہے میرا بہترین معاون وہ ذی وقار
بارش سے جیسے کھلتے ہیں دشت و جبل میں پھول | بے بہرہ آپ سے نہ رہا دست خاکسار

دنیا سے ان شگوفوں کا طالب نہیں ہوں میں
مانا زہیر مدح ہرم سے تھا مالدار

مناجات

اے اکرم الخلائق و اے افضل جہاں
کس کی پناہ میں ہے اب یہ گناہگار

آئے جو سر پہ سخت مصیبت بڑی بلا
تیرے سوا نہیں ہے کوئی میرا غمگسار

اللہ تختِ عدل پہ جس دن ہو جلوہ گر
اور شانِ انتقام سے دے حکمِ گیر و دار

کچھ کم نہ ہو حضور کی شانِ بزرگ سے
ہو مجھ پہ بھی جو اک نگہِ لطف مہربار

دنیا و آخرت ہے ترے اختیار میں
جود و کرم سے تیرے ہیں موجود برقرار

یک شمہ تیرے علم کا لوح و قلم کا علم
دارین کے قیام کا ہے تو ہی ذمہ دار

اے نفس گو گناہ ہیں تیرے بہت بڑے
اس سے کہیں زیادہ ہیں الطافِ کردگار

کیوں ہے گنہ کی عظمت و کثرت سے ناامید
فضلِ خدا کے آگے نہیں انکا کچھ شمار

رحمت خدا کی حشر میں بٹنے لگے گی جب
پائے بقدر جرم کے حصہ گناہگار

مطلب ہے یہ کہ جس کے زیادہ گناہ ہوں
ہوگا زیادہ تر وہی رحمت کا حصہ دار

یا رب کر تو میری امیدوں کو مسترد
تیرے کرم سے تازہ ہے میری کشتِ زار

کمزور ہے کچھ ایسی مری طاقتِ شکیب
آئے مقابلہ پہ مصیبت تو ہو فرار

بس ناتوان بندے پہ کر رحم اے خدا
آیا ہے تیرے سامنے عصیاں سے شرمسار

جب تک رختِ باں کی ہلتی ہوں ڈالیاں
جھونکے نسیم کے ہوں فرح بخش و خوشگوار

جب تک کہ اونٹ مست مسرّ ہوں راگ سے
جب تک رہیں عرب میں حُدی خواں شتر سوار

دے حکم یہ کہ ابرِ صلوٰۃ و سلام کا
برسے نبیؐ کے روضۂ اطہر پہ بیشمار

رحمت کا مینہ متصل و غیر منفصل
ہو بالدّوام روحِ محمدؐ پہ قطرہ بار

عثمانؓ اور علیؓ و ابوبکرؓ اور عمرؓ
پرہیزگار و پاک و حلیم و کرم شعار

آلِ نبیؐ تمام صحابہ و تابعین
یارب تری رضا ہے اُن سب پہ نوربار

مدّاح اور مترجم و قاری و سامعین
میخانۂ حبیبِ احمدؐ کے بادہ خوار

ان سب کو بخش دے بہ طفیلِ حبیبِ پاک
ہیں یہ بھی تیرے فضل و کرم کے امیدوار

روزِ جمعہ جمادیِ اوّل کی بارہویں
ہجرت کا سال پنج و چہل سیصد و ہزار

لکھا گیا قصیدۂ بُردہ کا ترجمہ
اُردو زبان میں حسنِ عرب کی ہے یادگار

بُردہ کے نقشِ پا پہ چلا ہے جو سر کے بل
ہے اک غریبِ خستہ مقبلؔ گنہگار

اس پر بھی لطف و عفو و کرم کی نگاہ ہو
عصیاں کے دشت میں ہے ندامت سے ہمکنار

بندہ ترا مربّی و حامیِ دینِ پاک
عثمان علی جو ملکِ دکن کا ہے تاجدار

شوکت سے اسکی شوکتِ اسلامیاں بھی ہے
ہوں دشمنانِ ملتِ بیضا ذلیل و خوار

یارب نظام تا بہ ابد حکمراں رہے
ہو اس کا عہدِ عدل میں مشہورِ روزگار